مولوی عمر صدیق حقانی
لوئر دیر (تیمر گرہ)

علم وعمل کا پیکر حق وصداقت کا اک گوہر نایاب

دنیا میں آنا درحقیقت آخرت کی طرف رخت سفر باندھنے کی تمہید ہے دنیا کے سٹیج پر جن عظیم بادشاہوں نے جاہ وجلال کے جلوے دکھائے وہ بھی چل بسے، جن لوگوں نے دنیا کی آرائش کو چار چاند لگائے وہ بھی نہ رہے، وہ اہل کمال جن سے استفادہ کرنے کیلئے ایک دنیا ان کے پاس آتی تھی وہ بھی رخصت ہوگئے اور وہ بزرگان دین حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی جن سے فرشتے مصافحہ کرتے تھے یہاں سے رخت سفر باندھ گئے ،الغرض موت سے کسی کو مفر نہیں تو اس سلسلے کی ایک کڑی حضرت الاستاد علم وعمل کا نمونہ پیکر حق وصداقت شیخ العرب العجم شیخ القرآن والحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی کی المناک جدائی ہے۔

خواب اور اسکی تعبیر

حضرت الشیخ کی وفات سے ایک دن قبل راقم الحروف نے خواب دیکھا کہ ترمذی شریف کا پرچہ ہے اور میں تنہا ایک وسیع میدان میں پرچہ دینے کیلئے بیٹھا ہوں جب میں نے پرچہ پر نظر ڈالا تو وہ بہت مشکل تھا اور امتحان کے وقت مجھ سے پرچہ غائب ہوگیا تو میں بہت غمزدہ ہوا اور گھومنے پھرنے لگا اور اعلان کرتا تھا کہ مجھ سے پرچہ گم ہوگیا ہے اسی دوران میں نیند سے بیدار ہوا مذکورہ خواب کے بارے میں مجھے فکر لاحق تھی اور سوچ رہا تھا کہ اس میں ترمذی شریف کی اہمیت کیطرف اشارہ ہے اور یا یہ کہ یہ ایک مشکل کتاب ہے تو اس کی وجہ سے میں نے ترمذی شریف کو اُٹھایا وراس کے اوراق کو پلٹایا تو اس حدیث مبارکہ پر میرا نظر پڑی: عن عائشةؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل عثمان بن مظعون "وھو میت وھو یبکی او قال عیناہ تذرفان "**مذکورہ حدیث** کے مطالعے کے بعد میں نے کتاب کو بند کرکے رکھ دیا اور نماز مغرب کیلئے مسجد جانے کا ارادہ کیا تو اس وقت موبائل پر ایک ساتھی کا میسج آیا کہ جنوبی ایشیاء کی عظیم اسلامک یونیورسٹی مادر علمی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث ، درویش صفت عالم دین ، مرد مومن ، مرد حق اُستاد المجاہدین بیان حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ المدنی دارفانی سے رحلت فرماگئے ایک غزل خواہ بلبل نے نہ صرف بندہ کو بلکہ ہزاروں محبین وتلامذہ کو گلستان آباد سے ایک

ویرانے پر چھوڑ دیا تو اس وقت بندہ کے سمجھ میں آ گیا کہ ترمذی کے پرچہ کے بجائے ترمذی کا شیخ ہمیشہ کیلئے اس دارفانی سے غائب ہوگیا اور میرے زندگی میں اس طرح کے سانحات آرہے ہیں لیکن اس سانحہ نے میرے غم کو بہت زیادہ گہرا کیا اوراس سانحے نے میرے دادا مولوی حاجی حضرت سید اُستاد کے سانحے کو مجھ سے بھلا دیا۔

شناوران محبت تو سینکڑوں مگر
جو ڈوب جائے وہ پکا ہے آشنائی کا

اوصاف اسلاف کے پاسدار

دوران درس جب آپ نت نئے مسائل پر بحث کرتے تھے تو مفکر اسلام مفتی محمود کی یاد آنے لگتی تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصائب کا تذکرہ کرتے تو آنکھوں میں آنسو کی قطار اور چہرے پر غم کے اثر سے حسن بصری کی صفت رقاق نظر آتی ۔ فقہ وفتاویٰ کے میدان میں غوطہ زن ہوتے تو مفتی اعظم مفتی عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ کی فقاہت معلوم ہوتی حدیث کی علمی اور فنی باریکیوں پر جب کلام کرتے تو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق بانی دارالعلوم حقانیہ اور شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور استاد المحدثین مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ کے وارث معلوم ہوتے ،تفسیری بحثوں میں شروع ہوتے تو زبدۃ المفسرین مولانا احمد علی لاہوری اور شیخ القران مولانا غلام اللہ خان راولپنڈی اور جب جہادی امور پر اظہار اخیال فرماتے تو امیر المومنین ملا محمد عمرؒ ، مولوی یونس خالص، مولانا محمد نبی اورمولانا جلال الدین حقانی کے جذبہ جہاد کی عکاسی کرتے۔

حضرت الاستاد کیلئے دنیا کے اطراف اکناف میں ہزاروں شاگردوں کا سلسلہ جس میں قائدین ، مجاہدین، محدثین ،مفسرین ، مدرسین اورسینکڑوں تصانیف آپ کیلئے صدقہ جاریہ اور باقیات الصالحات ہیں اللہ تعالیٰ حضرت کے جملہ تلامذہ متوسلین ،معتقدین پسماندگان کوصبر جمیل عطا فرمائیں اورحضرت شیخ مرحوم کے بال بال کے مغفرت فرمائیں آمین۔